قسط۔ ۴

عورت اسلام کی روشنی میں

اسدالعلماء مولانا سید اسد علی صاحب قبلہ الہٰ آبادی

میدان کربلا اور عورت

میدان کربلا جہاں انسانیت کے تمام شعبوں کے لئے ایک اعلیٰ ترین عملی درسگاہ ہے وہاں عورت کی منزل کو بھی معراج کمال پر دکھلانے کے لئے کافی ہے۔

قیامت کی گرمی، لق و دق ریگستان، دریا سے بہت دور حسین علیہ السلام خیمے نصب کرا رہے ہیں، بہت ہی اہتمام اور غور وفکر کے ساتھ یہ کام انجام پا رہا ہے۔ ایسی جگہ تلاش کی جا رہی ہے جہاں سے مخدرات کی حفاظت ہو سکے۔ اگر اس میں بھی ناکامیابی ہوتی ہے تو خیمہ کے چاروں طرف خندق کھودنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ دیکھئے قیامت کی گرمی ہے۔ آب ودانہ بند ہے مگر حسینؑ عورت کے متعلق اپنے فرائض کی طرف متوجہ ہیں ان کو پیاس سے زیادہ مخدرات عصمت کا خیال ہے اس کا ثبوت اس وقت ملتا ہے جب حسینؑ تنہا رہ گئے ہیں اور مشغول جہاد ہیں۔ دشمنوں کو دور بھگا کر ساحل فرات پر پہنچ گئے ہیں۔ گھوڑے کو دریا میں ڈال دیا ہے اور فرماتے ہیں کہ رہوار تو بھی پیاسا ہے اور میں بھی پیاسا ہوں جب تک تو نہ پیئے گا میں نہ پیوں گا۔ گھوڑے نے پانی کی طرف سے منہ اٹھا لیا اور نہ پیا۔ امامؑ نے فرمایا کہ اچھا پی میں بھی پیتا ہوں اور اس کو مطمئن کرنے کے لئے جھک کر چلو میں پانی لیا کہ اتنے میں ایک کذّاب بولا کہ آپ پانی میں مشغول ہیں اور ادھر آپ کے اہل حرم لٹ رہے ہیں۔ حسینؑ نے فوراً پانی پھینک دیا اور آ کر دیکھا تو خیمہ سالم تھا۔ حسینؑ جانتے تھے کہ ایسا نہیں ہے مگر عورتوں کی عظمت اور پردہ کی ضرورت پر روشنی ڈالنا مقصود تھا۔

اسی طرح جہاد کرتے ہوئے جب تقریباً دو ہزار کوفی النار کر چکے تو پسر سعد نے لوگوں کو ہمت دلانا شروع کیا اور کہا کہ تم کو کچھ معلوم ہے کس سے لڑتے ہو؟ علیؑ کے لال کا مقابلہ ہے۔ اس کے بعد اس نے تیراندازوں کو حکم دیا کہ ہر چہار جانب سے گھیر کے تیر برساؤ۔ اس وقت وہ ملاعین امامؑ اور ان کے اہل حرم کے درمیان حائل ہو گئے اور تیروں کا مینہ برسنے لگا۔ امامؑ اس منظر کو نہ برداشت کر سکے اور دشمنان دین کو خیام سے اس قدر قریب نہ دیکھ سکے۔ فوراً پکار کر ارشاد فرمایا کہ اے ابوسفیان کے پیرو! تمہاری غیرت وحمیت کیا ہو گئی؟ عورتوں سے تم کو کیا سروکار؟ مجھ سے لڑو اور جب تک کہ میں زندہ ہوں اہل حرم سے متعرض نہ ہو۔ ایک تیسرا واقعہ اسی قسم کا ملاحظہ ہو کہ حسینؑ کربلا کی تپتی ریت پر پڑے ہیں، اشقیا سر جدا کرنا چاہتے ہیں مگر ہمت نہیں پڑتی۔ قریب جا جا کر واپس بھاگ آتے ہیں۔ کچھ دیر کے بعد اس امتحان کے لئے کہ حسینؑ زندہ ہیں یا نہیں یہ حکم دیا گیا کہ خیام کی طرف گھوڑوں کو چھوڑ دو معلوم ہو جائے گا۔ حسینؑ نے جس وقت خیام کی طرف جانے کی آہٹ محسوس کی کہنیوں پر زور دیکر اٹھے اور فرمایا کہ ابھی میں زندہ ہوں ادھر آؤ۔

یہ تھی عورت کی منزل، جس کو کربلا کے ہیرو نے عالم پر درخشاں کر دیا گویا آپ اس آخری سانس کے آنے تک دنیا کو سبق دے رہے تھے کہ جان، مال، عزیز، اقارب سب کو قربان کرنے کے بعد بھی عورت کی عزت وحرمت کو اسلام نے کس قدر عزیز رکھا ہے، کیا اس سے بڑھ کر عورتوں کی قدر ومنزلت کسی دوسرے مذہب نے پیش کی ہے؟ جس کو اسلام کے صحیح رہنما ''حسینؑ'' نے ہمارے اور آپ کے سامنے پیش

کیا۔

ابھی گوشِ دل میں اگر تاب سماعت باقی ہے تو سنیئے کہ جب یکہ وتنہا حسینؑ رہ گئے اور ہر ایک سے رخصت ہونے لگے تو بجز خواتین کے اور تھا کون، یا بیمار کربلا تھے۔ امامؑ ہر ایک کو سلام رخصت کررہے ہیں۔ میرے خیال میں اس اتنی ترقی یافتہ دنیا میں بھی جبکہ پرانے زمانے کی ''کنیزی'' کا مضحکہ اڑا کر اپنے اوپر فخر ومباہات کیا جاتا ہے۔ اس میں بھی خادمہ کے ساتھ کوئی امتیازی سلوک یا کوئی خاص قدر ومنزلت نہیں کی جاتی۔ لیکن کربلا میں اور پھر ایسے پرہول اور ہنگامہ خیز موقع پر جبکہ بظاہر انسان کے ہوش وحواس بجا ہی نہیں رہ سکتے، مگر حسینؑ اس وقت بھی صرف فرائض ہی کو نہیں بلکہ جزئیات کو جن کو اگر فراموش کردیتے تو کوئی انگشت نمائی نہیں کرسکتا تھا کیونکہ وقت سخت تھا لیکن ان کو بھی آپ ہمیشہ کی طرح ادا کررہے ہیں۔ قدیم خادمہ فضہ کو بھی اسی انداز میں سلام کررہے ہیں کہ جس انداز سے مخدرات عصمت وطہارت کو سلام کیا۔

فی الحقیقت کربلا میں عورتوں نے مردوں کے دوش بدوش شجاعت اور بلند حوصلگی کے غیر فانی نقوش چھوڑے ہیں انہوں نے اپنے اعزا، بھائی، بھتیجے، بیٹے، گود کے پالے، کڑیل جوان شہزادے فرض کی قربانگاہ پر نذر کردیے۔ ان عورتوں کو جانے دیجئے جن کے رگ وپے میں علوی اور فاطمی خون جوش مار رہا تھا یا جن عورتوں کو ان گھرانوں میں زندگی گذارنے کا شرف حاصل تھا، عام عورتوں کو دیکھئے جیسے وہ سہاگن جس نے ابھی گنتی کی راتیں اپنے شوہر کے ساتھ آغوش مسرت میں بسر کی ہیں مگر وقت آنے پر وہ خوشی خوشی اپنے وارث کو مولا پر قربان ہونے کے لئے اجازت دے دیتی ہے جو اس کی بلند حوصلگی علو ہمت وفعالیت کا ثبوت ہے اس کو شہادت کی حیات ابدی اور حسینؑ کی صداقت کا کتنا یقین تھا کہ وہ امامؑ کے سامنے جنت میں ہمراہی کا وعدہ لیتی ہے اور پھر قربان گاہ انسانیت پر ثابت قدم رہنے ہیں شہ دیتی ہے اور آخر خود بھی درجۂ شہادت پر فائز ہوتی ہے۔ شہادت حسینؑ کے بعد عورتوں نے جس صبر و ثبات، عزم واستقلال، جرأت واقدام رضا وتسلیم کے شاہکار پیش کئے ہیں اس کی مثال صحن عالم میں ناپید ہے۔ حسینی کارنامہ جس کی عظمت کے سامنے ہر ملت کے عظیم افراد سر نیاز خم کردیتے ہیں جس نے کسی زبان وقلم کو بغیر خراج تحسین حاصل کئے نہیں چھوڑا وہ جس طرح مردوں کے بے پناہ عزم واستقلال کا ممنون احسان ہے اسی طرح عورتوں کی جرأت واقدام رضا وتسلیم، فصاحت وطلاقت کا رہین منت ہے ورنہ یہ کون بتاتا کہ فرزند رسولؐ نے سوکھا گلا کیوں کٹوایا بھائیوں، بھتیجوں اور بھانجوں اور بیٹوں کو کن اصول کی حفاظت میں قربان کیا اور حسینؑ جو شہید کئے گئے کون تھے۔ کس برج شرف کے تارے تھے اور کس آسمان رفعت کے آفتاب تھے۔

صنف نازک ہی کی کچھ ہستیاں تھیں جنہوں نے دست و بازو رسن بستہ کرا کر عالم انسانی کو یہ سمجھایا کہ حسینؑ کا مقصد خود تخت حکومت پر بیٹھ کر دنیا کے مال ومنال سے لطف ولذت سے متمتع ہونا نہیں ہے بلکہ ان کا اصلی مقصد دنیا کو ظلم کے پنجے سے رہا کرنا اور ہر ایسی حکومت سے جس کی بنیاد تشدد پر قائم ہو انسانوں کو متنفر کردینا ہے۔

کون کہہ سکتا ہے کہ ایسے کارناموں کی مالک عورتیں تعلیم وتربیت سے خالی تھیں، ہاں اس تعلیم سے بیشک دور تھیں جس سے عورت اپنے فرائض سے غافل ہوجائے۔ اپنی ذمہ داریوں میں شرم محسوس کرے۔ اپنے حقوق کی ادائیگی میں کسر شان سمجھے اور شوہر پر حاوی ہوجائے۔

یہ واقعہ کیا معمولی تعلیم وتربیت کو ظاہر کرتا ہے کہ ایک عربی شاعر تھا جس کا ایک جانی دشمن تھا۔ ایک دن وہ راہ میں کہیں جارہا تھا کہ دشمن سے سامنا ہوگیا اس کو فوراً اپنی موت کا یقین ہوگیا اور سمجھ گیا کہ اب پیمانۂ عمر لبریز ہوچکا۔ کہا کہ میں جانتا ہوں کہ پیام مرگ آ گیا مگر ایک آرزو ہے اگر تم پورا کردو تو خوب ہو اور وہ یہ ہے کہ جب میرے قتل سے فراغت ہو تو ذرا

گھر تک چلے جانا اور دروازہ پر یہ مصرع کہہ دینا۔ الا ایھا البنتان ان ابا کما'' (اے دونوں لڑکیوں تمہارا باپ) اس نے قبول کیا۔قتل کرنے کے بعد مکان پر پہنچا اور یہ مصرع پڑھا مقتول کی دونوں لڑکیوں نے جب یہ مصرع سنا تو ایک ہی آواز میں اس کو جواب دیا ۔'' قتیل خذا بالثار ممن اتا کما۔''(مقتول ہے تمہارے پاس جو آئے اس سے قصاص لے لو) اور یہ کہہ کر اس کے لپٹ گئیں اور حاکم کے روبرو لے جا کر کھڑا کر دیا حاکم نے اس سے معاملہ پوچھا اس نے قتل کا اقرار کیا حاکم نے اس کو سزائے موت دے دی۔ یا وہ محترمہ جنہوں نے خانوادہ رسالت کی خدمت سے یہ فیض حاصل کیا کہ چالیس سال تک سوا قرآن کے کچھ کلام نہ کیا عرض مدعا کیا تو قرآن کی آیت پڑھ دی۔ کچھ پوچھنا ہوا تو قرآن کی آیت تلاوت کی۔ جواب دینا ہوا تو قرآن سے جواب دیا۔ یہ کیا کسی معمولی علم کی دلیل ہے یہ وہ علم ہے جو باب مدینۃ العلم ہی کے یہاں سے مل سکتا ہے۔

آج تعلیم نسواں اور حقوق نسواں کے جو الفاظ سنے جاتے ہیں یہ سب اسلام ہی کی بدولت بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ آج اس بیسویں صدی میں بھی دنیائے اسلام سے بہت پیچھے ہے۔ افکار انسانی کا ارتقا اب بھی اس مقام تک نہیں پہنچا ہے جہاں تک اسلام پہنچ چکا ہے۔ مغرب نے عورت کو جو کچھ دیا ہے عورت کی حیثیت سے نہیں دیا ہے بلکہ مرد بنا کر دیا ہے اور درحقیقت عورت اس کی نگاہ میں اب بھی ویسی ہی ذلیل ہے۔ گھر کی ملکہ، شوہر کی بیوی، بچوں کی ماں ایک اصلی اور حقیقی عزت اب بھی عورت کے لئے نہیں سمجھی جاتی۔

عزت اگر ہے تو اس مرد مونث کے لئے جو جسمانی حیثیت سے تو عورت مگر دماغی اور ذہنی حیثیت سے مرد ہو اور تمدن کی زندگی میں مردانہ وار کام کرنے والی ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ انوثیت کی عزت نہیں بلکہ رجولیت کی عزت ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ مغربی عورت مردانہ لباس فخر کے ساتھ پہنتی ہے حالانکہ کوئی مرد زنانہ لباس پہن کر برسر عام آنے کا خیال بھی نہیں کر سکتا ۔ بیوی بننا لاکھوں مغربی عورتوں کے نزدیک موجب ذلت ہے حالانکہ شوہر بننا کسی مرد کے نزدیک بھی ذلت کا سبب نہیں ۔ مردانہ افعال کرنے میں عورتیں عزت محسوس کرتی ہیں جیسے گھوڑے پر سوار ہونا مختلف سواریوں کی ڈرائیور بننا وغیرہ حالانکہ پرورش اطفال و تنظیم خانہ جیسے خالص زنانہ کاموں میں کوئی مرد عزت نہیں محسوس کرتا۔

لہٰذا یہ کہنے کی جرأت ناروا نہ ہوگی کہ جدید معاشرت نے عورت کو عورت ہونے کی حیثیت سے کوئی عزت نہیں دی۔ یہ کام صرف اسلام نے کیا کہ عورت کو تمدن و معاشرت میں اس کے فطری مقام پر ہی رکھ کر عزت و رفعت کی خلعت عطا کی اور صحیح معنوں میں نسائیت کو بلند کیا۔ اسلامی تمدن عورت کو عورت اور مرد کو مرد رکھ کر دونوں سے الگ الگ وہی کام لیتا ہے جس کے لئے فطرت نے اس کو بنایا ہے اور ہر ایک کو اسی کی جگہ پر رکھتے ہوئے عزت و شرف ترقی و کامرانی کے یکساں مواقع بہم پہنچاتا ہے۔ اس کی نگاہ میں انوثیت اور رجولیت دونوں انسانیت کے ضروری اجزاء ہیں تمدن کی تعمیر کے لئے دونوں کی اہمیت یکساں ہے۔

پردہ اور اس کی حکمتیں

انسان کے زوجین میں جو صنفی کشش ہے وہ حیاتی حیثیت سے اسی نوعیت کی ہے جو دوسرے انواع حیوانی میں پائی جاتی ہے۔ ایک صنف کا ہر فرد صنف مقابل کے ہر فرد کی طرف حیوانی میلان رکھتا ہے اور تناسل کا زبردست داعیہ جوان کی فطرت میں ودیعت کیا گیا ہے، دونوں صنفوں کے ان تمام افراد کو ایک دوسرے کی جانب کھینچتا ہے جن میں نتیجہ دینے کی صلاحیت بالفعل موجود ہو پھر ایسی صورت میں ضروری ہے کہ ایسے بڑھتے ہوئے جذبات کی روک تھام کے لئے قوانین موجود ہوں تا کہ اس شدید میلان کا با قاعدہ تحفظ کیا جائے جو حفاظت کی مخصوص اور محکم تدبیروں کے بغیر قابو میں نہیں رکھا

جاسکتا اور اگر کہیں ایک بار بے قابو ہوگیا تو پھر اس پر تسلط پانا قریب قریب ناممکن ہے تو پھر عریانی اور فواحش کی غیر معمولی منزل پر جا کر دم لے گا اور انسان کو ازلِ حیوان ہی بنا کر رہے گا۔

اسلام نے اسی لئے پردہ کا قانون نافذ کیا اور مرد و عورت دونوں کے لئے احتیاطی تدبیروں کے تحت پردے کی حریم قرار دی یہ کوئی خلافِ فطرت قانون نہ تھا بلکہ عین فطرت انسانی کے اندر حیا کا ایک جذبہ موجود ہے اس کے جسم کی ساخت کچھ ایسی ہے جس کے بعض حصوں کے چھپانے کی خواہش اس کی جبلت میں ودیعت ہے اور یہی وجہ تھی جس کی بنا پر وہ ہر عہد میں کسی نہ کسی قسم کا لباس اختیار کرنے پر مجبور تھا اور جب بہت سے تقاضے نہ تھے اس وقت یہ تقاضا منجانب فطرت موجود تھا۔ دین حنیف اسلام نے یہ بتلایا کہ جدید تعلیمات تخریبی پہلو اپنے اندر لئے ہوئے ہیں۔ مناسب طریقہ یہ ہے کہ مرد وعورت کے جن جسمانی حصوں میں صنفی جاذبیت ہے ان کے کشف واظہار میں جھجکنا اور ان کو چھپانے کی کوشش کرنا انسانی فطرت کا تقاضا ہے اور یہ بھی بتایا کہ ان حصوں کو کھول دینا شیطان کا عین مطلوب ہے۔

اسلامی نظام معاشرت ان تمام مردوں اور عورتوں کو ایک دوسرے کے لئے حرام قرار دیتا ہے جو ایک جگہ رہنے اور قریبی تعلق رکھنے پر مجبور ہیں تاکہ صنفی میلان کے پیدا ہونے کا کوئی تصور ہی نہ ہو سکے۔ جیسے ماں اور بیٹا، باپ اور بیٹی، بھائی اور بہن، پھوپھی اور بھتیجا، چچا اور بھتیجی، خالہ اور بھانجا، ماموں اور بھانجی، سوتیلا باپ اور بیٹی، سوتیلی ماں اور بیٹا، ساس اور داماد خسر اور بہو سالی اور بہنوئی (بہن کی زندگی میں) اور رضاعی رشتہ دار۔ سورۂ نساء میں یہ محارم کی فہرست دے دی گئی اس کے بعد وہ عورتیں حرام کر دیں جو دوسرے کے نکاح میں ہوں۔ یہ مذکورہ بالا فہرست میں سالی اور بہنوئی کے سوا پردہ نہیں ہے۔ اب رہ گئیں باقی اور تمام عورتیں تو ان کے ساتھ صنفی تعلق کے لئے ایک ضابطہ مقرر کر دیا اور بے ضابطہ تعلق کو زنا کہہ کر ممنوع قرار دیا۔ ضابطہ یہ بتا دیا کہ نکاح ہو یا متعہ ہو یا کنیز ہو اور بے ضابطہ طریقے کے واسطے سورۂ بنی اسرائیل میں کہہ دیا (وَلاَ تَقْرَبُوْا الزِّنَا اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً وَّ مَقْتاً وَسَاءَ سَبِیْلاً) زنا کے قریب نہ جانا یہ بیہودہ بات ہے، بری راہ ہے اور باعث ناراضگی پروردگار ہے اور زنا کرنے والے مرد وعورت کے لئے یہ سزا مقرر کر دی کہ دونوں کو سو کوڑے لگانے کا حکم دیا اور یہ بھی کہہ دیا کہ دیکھو اس سزا کے نافذ کرنے میں تم کو کسی قسم کا ترس ولحاظ نہ کرنا چاہئے بشرطیکہ تم روز آخرت اور خدا پر ایمان رکھتے ہو۔ پھر اور مزید توہین وتحقیر کی غرض سے یہ کہا کہ ان دونوں کی سزا کے وقت مومنین کی ایک جماعت کو موجود رہنا چاہئے مگر یہ سزا بے شوہر اور بے بیوی کے مرد وعورت کے لئے ہے مگر رابطۂ زوجیت رکھنے والے مرد وعورت کے لئے سنگسار کرنے کی سزا مقرر ہے۔ لونڈی اور غلام اگر بے شوہر و زوجہ کے ہوں تو ان کو پچاس کوڑے لگائے جائیں گے اور اگر رابطۂ زوجیت کے اندر ہوں تو سات مرتبہ تک یہی سزا دی جائے گی اور آٹھویں بار سزائے موت۔ اس کے بعد اسی مقام پر سورۂ نور میں یہ بھی بتایا گیا کہ دیکھو خبردار بغیر قطعی ثبوت کے کسی کو زنا کا اتہام مت لگاؤ اور جو لوگ تہمت لگائیں اور پھر چار گواہ نہ لائیں تو ان کو اس جرم کی پاداش میں کہ انہوں نے پاکدامن کو گنہگار بتایا اسی کوڑے لگاؤ اور کبھی ان کی گواہی قبول مت کرو اور یاد رکھو کہ یہ لوگ خود فاسق ہیں۔ معاملہ نکاح میں اظہار واعلان کی طرف ترغیب دی تاکہ سوسائٹی میں یہ بات معلوم ہو جائے کہ فلاں مرد وعورت ایک دوسرے کے ہو چکے ہیں۔ اسلام کے احتیاطی اصول کو ملاحظہ کیجئے کہ قانون میں تو زنا صرف جسمانی اتصال کا نام ہے لیکن اخلاقی حیثیت سے حدود شرع سے باہر نکل کر ہر میلان نیت کے اعتبار سے زنا ہے کسی کے حسن کی آرائش و زیبائش دیکھ کر آنکھوں کا لطف اٹھانا یہ آنکھوں کی زنا ہے۔ حدیث میں ہے:

(بقیہ صفحہ نمبر ۵۸ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پر)

خبرنامہ   ادارہ

یہودی اپنے کو صہیونی دہشت گردوں سے الگ کرلیں جنگ شروع ہونے کی صورت میں فلسطین چھوڑنے کا موقع تک نہیں ملے گا: سید حسن نصر اللہ

اہل بیت نیوز ایجنسی ابنا کی رپورٹ کے مطابق، حزب اللہ لبنان کے جنرل سیکریٹری حجۃ الاسلام سید حسن نصر اللہ نے سابقہ برسوں کی مانند اس سال بھی یوم عاشور پر ویڈیو کانفرنس کے توسط سے عزاداران حسینی سے خطاب کیا اور کہا:

داعش امت مسلمہ کے لئے کھڑا کیا گیا شدید ترین اور سنجیدہ ترین خطرہ ہے۔ دیکھ لیجئے کہ اس نے علاقے کو کتنا بڑا نقصان پہنچایا ہے اور کس قدر عالمی سطح پر اسلام اور رسول اسلامؐ کے چہرۂ مبارک کو بگاڑ کر دنیا والوں کے سامنے پیش کیا ہے۔ دیکھ لیجئے اس ٹولے نے امریکہ اور اسرائیل کے منصوبوں کی کس قدر خدمت کی ہے؟ آج میں اعلان کرتا ہوں کہ داعش اور ظلم وفساد کے خاتمے کے لئے جہاں بھی ضرورت پڑے، جنگ کو جاری رکھیں گے۔ مسلمانوں اور خطے کے ممالک اور اقوام ومعاشروں کو دیکھ لینا چاہئے کہ داعش بنائی کس نے ہے، کون اس کو مالی اور عسکری امداد فراہم کررہا ہے؟ ان افراد اور قوتوں کو پہچان لینا چاہئے: لاکھوں افراد مارے گئے ہیں، اسلام کا چہرہ بگاڑا جاچکا ہے اور یوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی بگڑی ہوئی تصویر دنیا والوں کے سامنے پیش کی گئی ہے، اس مسئلے کے پس پردہ عوامل اور قوتوں کو بےنقاب کرنا چاہئے اور ان کی بازخواست پر اصرار ہونا چاہئے۔ ان جرائم کے پس پردہ قوتوں کے چہرے سے نقاب کھینچ لینا چاہئے۔ میں اسرائیل کو خبردار کرتا ہوں کہ ہم نے محاذ مزاحمت میں ابتداء ہی سے اعلان کیا ہے کہ ہماری اصل جنگ صہیونی غاصبین کے ساتھ ہے ہماری جنگ ایک آسمانی دین کے پیروکار یہودیوں کے خلاف نہیں ہے۔ صہیونی تحریک نے یہودیوں سے غلط فائدہ اٹھایا ہے تاکہ فلسطین میں نوآبادیاں بنانے کے غاصبانہ منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچائے۔ یہودی خطے کے عرب عوام کے خلاف نئی امریکی جنگ کا ایندھن ہیں۔ جب ہمارے عوام اپنی مٹی اور اپنی ناموس کے تحفظ کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں تو یہ جھوٹی تشہیری مہم چلا کر ان پر یہودیت دشمنی کا الزام لگاتے ہیں۔ میں علمائے یہود سے کہتا ہوں کہ جو لوگ تمہیں یہاں لائے ہیں، آخرکار یہ تمہاری نابودی کی کوشش کریں گے۔

(صفحہ نمبر ۳۰ کا بقیہ)

النظر سهم من سهام ابلیس مسموم و کم نظرة اورثت حسرة طویلة کہ شیطان کے زہریلے تیروں میں سے نظر ایک تیر ہے۔ یہ نظر بسا اوقات بڑی حسرت وندامت کا سبب بنتی ہے۔ اجنبی مرد یا عورت کی آواز سے کان کا لذت یاب ہونا کان کی زنا ہے۔ اس سے گفتگو کا موقع نکال کر سلسلۂ کلام کو طولانی کرنے کی کوشش کرنا اور زبان کا لوچ کھانا زبان کی زنا ہے۔ اس کے جسم کے کسی ظاہری حصے سے اپنے جسم کے کسی حصے کو مس کرکے لطف اندوز ہونا ایک مقدمہ زنا ہے۔ اس کے کوچے کی خاک چھاننے کے لئے قدموں کا بار بار اٹھنا یہ سب شریعت میں زنا کہی گئی ہیں حدیث میں ہے۔ (**العینان تزنیان وزناهما النظر والیدان تزنیان وزناهما البطش والرجلان تزنیان وزناهما المشی وزنا اللسان النطق وزنا النفس التمنی والاشیاء والفرج یصدّق ذلک کله اویکذبه**۔ (یعنی دونوں آنکھیں زنا کرتی ہیں اور ان کی زنا نظر تلذذ ہے۔ اسی طرح دونوں ہاتھ زنا کرتے ہیں اور ان کی زنا دست اندازی اور دست درازی ہے۔ دونوں پیر زنا کرتے ہیں اور ان کی زنا در محبوب کی طرف جانا ہے اور زبان کی زنا گفتگو وہم کلام ہونا ہے اور نفس کی زنا تمنا وآرزو ہے۔ پھر اصلی زنا چاہے وجود میں آکر ان مقدمات کی تکمیل کردے یا مقدمات ہی پر معاملہ آکر رک جائے۔ ۞